"As his office developed, the poet acquired a variety of functions. In battle his tongue was as effective as his people's bravery. In peace he might prove a menace to public order by his fiery harangues. His poems might arouse a tribe to action in the same manner as the tirade of a demagogue in a modern political compaign. As the press agent, the journalist of his day his favour was sought by princely gifts, as the records of the courts of Hira and Ghassan show. His poems, committed to memory and transmitted from one tongue to another offered an invaluable means of publicity. He was both-moulder and agent of public opinion. Qat'al-Lisan (cutting of the tongue) was the formula used for subsidizing him and avoiding his satires.

Besides being oracle, guide, orator and spokesman of his community, the poet was its historian and scientist, in so far as it had a scientist. Bedouin measured intelligence by poetry. "Who dare dispute my tribe its pre-eminence in horsemen, poets and numbers ? exclaimed a bard in al-Aghani. In these three elements, military power, intelligence and numbers, lay the superiority of a tribe. As the historian and the scientist of the tribe, the poet was well-versed in its genealogy and folklore, cognizant of the attainments and past achievements of its members, familiar with their rights, pasture-lands and border-lines. Furthurmore as a student of the psychological weaknesses and historical failures of the rival tribes it was his business to expose there short-comings and hold them upto ridicule."[1]

جاہلی معاشرہ میں شاعر کی عظمت و اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد حتی نے جاہلی شاعری کی تاریخی اور علمی اہمیت کو بھی واضح کیا ہے - جس سے جاہلی شاعری کی دور جاہلیہ میں اہمیت کے علاوہ اس کی ایک مستقل تاریخی تحقیقی اور لغوی اہمیت کا احساس ہوتا ہے - وہ لکھتے ہیں :

"Aside from its poetic interest and the worth of its grace and elegance, the ancient poetry, therefore has historical importance as source - material for the study of the period inwhich it was composed. In fact it is our only quasi-contemporaneous data. It throws light on all phases of pre-Islamic life. Hence the adage "poetry is the public register (Diwan) of the Arabians."[2]

1. P.K. Hitti : History of the Arabs. (London, Macmillan 1956), p. 94, 95.
2. Ibid. p. 95.

ادب عربی سے تعلق رکھنے والے ان جید علماء کی آراء سے جن میں دور قدیم و جدید ہر دو کے اصحاب شامل ہیں اس رائے کی بڑی تفصیل سے اور دو ٹوک انداز میں تائید ہوتی ہے کہ عرب کے جاہلی معاشرہ میں شاعری اور اس کے حوالے سے شاعر کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل تھی شاعری اس دور میں کم و بیش وہی حیثیت رکھتی تھی جو قدیم مذاہب کے پیرو کاروں کے ہاں ان کی کتب مقدسہ کو حاصل تھی۔ شاعری اس قبائلی معاشرے کی روح ، عربوں کی تہذیب و ثقافت کی اساس اور ان کا تارخی و ادبی سرمایہ تھی۔ ہر قبیلہ کی عزت و رسوائی کا مدار اس کے شعراء کی قابلیت پر تھا حتیٰ کہ جنگوں میں فتح و شکست کا دار و مدار بھی بہت حد تک اس بات پر تھا کہ کسی قبیلہ کا شاعر (یا شعراء) افراد قبیلہ کی غیرت اور گروہی عصبیت کو بھڑکانے میں کس حد تک آتش نوائی سے کام لیتا ہے۔ بطور مجموعی یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جاہلی دور میں شاعری ہی قبیلے کی تمام تر سرگرمیوں کا مرکز و محور اور سنگ بنیاد تھی نیز یہ شاعری زبان و بیان ، فصاحت و بلاغت ہر لحاظ سے اس پایہ کی تھی کہ گزشتہ چودہ صدیوں کے ہر دور میں اسے اعلیٰ ترین نمونے اور عربی شاعری کے آئیڈیل کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ آج تک اس بارے میں عربی زبان و ادب کے علماء کی غالب اکثریت کا اتفاق ہے کہ جاہلی شاعری کے بلند معیارات کو گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال میں مات نہیں کیا جا سکا اور آئندہ بھی اس کا کوئی امکان نہیں۔ اس حقیقت کو حتی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

> "The early Muslim poets as well as the later and the present day versifiers regarded and still do regard the ancient productions as models of unapproachable excellence".[1]

عرب معاشرے میں شاعری بدستور عظیم الشان حیثیت کی حامل رہی یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس برس کی عمر میں نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا اور آپ نے اعلان نبوت فرما کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی چنانچہ (۲۳) تئیس برس کی مدت میں اسلام سرزمین عرب پر غالب آ گیا۔ قرآن پاک کے نزول نے اپنی ابتداء ہی سے عربوں کی فصیح و بلیغ زبانوں کو گنگ اور ان کی عقلوں کو حیران کر دیا حتی کہ نثر تو درکنار وہ عظیم الشان شاعری بھی جوان کا حاصل زیست تھی قرآن کی معجز بیانیوں اور فصاحت و بلاغت کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان عربوں کی فصاحت و بلاغت کو دوٹوک انداز میں چیلنج کرکے ساتھ ہی فیصلہ بھی سنا دیا۔

"و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ و ادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی

---

1. P.K. Hitti : History of the Arabs, (London : Macmillan, 1956) p. 92.

و قودها الناس و الحجارة اعدت للکفرین''۔[۱]

چنانچہ عربوں کی اجتماعی کوششیں بھی قرآن کے مقابلے میں ایک مختصر سورۃ گھڑ کر نہ لا سکیں اور قرآن نے شاعری کو شکست دے کر اپنی عظمت مشرکین عرب سے منوا لی تمام لوگوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ قرآن عربوں کی شاعری سے برتر و عظیم ہے ۔ پس نزول قرآن نے شاعری کی عظیم الشان حیثیت کو بری طرح متاثر کیا اور مشرکین عرب قرآن کی ادبی برتری کو تسلیم کرنے پر چار و ناچار مجبور ہوگئے ۔ اب ترتیب یوں تھی اول قرآن، اور پھر شاعری ۔ یہ گویا شاعری کے تنزل کی ابتداء تھی ۔

قرآن نہ شعر تھا نہ مقفی و مسجع نثر جس کا عربوں کے ہاں رواج تھا مگر وہ جو کچھ بھی تھا بہرحال شعر و نثر دونوں سے برتر و اعلیٰ ، عربی زبان و ادب کا بلند ترین معیار قرار پایا ۔ جلال الدین السیوطی اپنی کتاب ''المزہر'' میں قرآن کی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''فکما أن القرآن أعجز الشعراء و لیس بشعر کذالک أعجز الخطباء و لیس بخطبة و المترسلین و لیس بترسل و اعجازه الشعراء أشد برهانا ألاتری العرب کیف نسبوا النبی صلی الله علیه وسلم الی الشعر لما غلبوا و تبین عجزهم فقالوا هو شاعر لما فی قلوبهم من هیبة الشعر و عجامته و أنه یقع منه مالا یلحق و المنثور لیس کذلک فمن هنا قال تعالیٰ (و ما علمنه الشعر و ما ینبغی له) ای لتقوم علیکم الحجة و یصح قبلکم الدلیل''۔[۲]

پھر بات یہیں تک محدود نہ رہی بلکہ وحی قرآنی کے علاوہ نبی اکرم صلی الله علیه وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہونے والا کلام بھی عربوں کی نثر و نظم کے لیے ایک دوسرا چیلنج ثابت ہوا ۔ حتی کہ شاعری اس کلام نبوت کا مقابلہ نہ کر سکی جو شاعری اور مقفی و مسجع نثر کی خوبیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھا ادبی معیاروں کی بلندیوں کو چھو رہا تھا مگر نہ شعر تھا نہ روایتی سجع کہاں ۔ فصاحت کلام نبوی ؐ کے بارے میں مشہور عرب ادیب جاحظ کا بیان ہے :

''هو الکلام الذی قل عدد حروفه ، و کثر عدد معانیه ، و جل عن الصنعة و نزه عن التکلف و کان کما قال الله تبارک و تعالی قل یا محمد ''وما أنا من المتکلفین'' ، فکیف و قد عاب التشدیق و جانب أصحاب التقعیر، و استعمل المبسوط فی موضع البسط و المقصور فی موضع القصر ، و هجر الغریب الوحشی و رغب عن الهجین السوقی ، فلم ینطق الا عن میراث حکمة ۔ و لم یتکلم الا بکلام قد حف بالعصمة ، و شید بالتائید، و یسر بالتوفیق ۔

۱۔ البقرة الایة ، ۲۳-۲۴ ۔

۲۔ السیوطی : المزهر ۔ الجزء الثانی (مصر : المکتبة الازهریة ، ۱۳۲۵ھ)، ص ۲۹۳ ۔

و هذا الكلام الذی القیٰ الله المحبة علیه و غشاه بالقبول و جمع له بین المهابة و الحلاوة ، و بین حسن الافهام و قلة عدد الكلام و مع استغنائه عن اعادته ، و قلة حاجة السامع الی معاودته ، لم تسقط له كلمة ، و لا زلت له قدم ولا بارت له حجة ، و لم یقم له خصم ، ولا أفحمه خطیب بل یبذالخطب الطوال بالكلام القصیر ، ولا یلتمس اسكات الخصم الا بما یعرفه الخصم ولا یحتج الا بالصدق ولا یطلب الفلج الا بالحق ولا یستعین بالخلابة ولا یستعمل المواربة ولا یهمز ولا یلمز ولا یبطی ولا یعجل ولا یسهب ولا یحصر ثم لم یسمع الناس بكلام قط اعم نفعاً ولا أصدق لفظاً ولا أعدل وزناً ولا اجمل مذهباً ولا اكرم مطلباً ولا أحسن موقعاً ولا اسهل مخرجاً ولا أفصح عن معناه ولا أبین فی فحواه من كلامه صلی الله علیه وسلم كثیراً''۔[۱]

اس کلام نبوی ؐ کو ادبی اور دینی ہر دو لحاظ سے عرب معاشرے میں وہ پذیرائی اور اہمیت حاصل ہوئی کہ شاعری کو ایک قدم مزید پیچھے ہٹنا پڑا اور اب عرب معاشرے کی ادبی ترجیح یوں قرار پائی۔ اول قرآن دوم حدیث نبوی ؐ اور سوم شعر عرب حتی کہ پھر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مختلف وجوہات کی بناء پر نثر روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتی چلی گئی کیونکہ تفسیر ، حدیث ، فقہ ، فلسفہ ، تاریخ ، جغرافیہ اور دیگر علوم و فنون کی تشکیل و تدوین نیز خطبات جمعہ و عیدین ، سرکاری خط و کتابت اور فرامین وغیرہ کے لیے قدرتی طور پر نثر ہی اظہار و بیان کا آسان اور موزوں تر پیرایہ تھی حتی کہ گزشتہ سولہ سو برس کی تاریخ میں مجموعی طور پر عربی نثر میں جو سرمایہ متنوع موضوعات پر مبنی لاکھوں کتب کی صورت میں تصنیف و مرتب کیا گیا وہ شاعری کے مقابلے میں بیش از بیش ہے ، جنانچہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آمد اسلام کے بعد بالآخر شاعری کا مقام قرآن و حدیث کے بعد ٹھہرا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علمی و دیگر ضروریات کی بناء پر شاعری کی تیسری حیثیت کو بھی نثر نے مسلمہ نہ رہنے دیا بلکہ زیادہ سے زیادہ شاعری کے حق میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ احیائے علوم کے جس سلسلے کی ابتداء جاہلی شاعری سے ہوئی تھی عہد بنو عباس کے اختتام تک پہنچتے پہنچتے عربی نثر میں سینکڑوں علوم و فنون کی عظیم الشان تدوین نے اس کی تکمیل کر دی یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ قرآن و حدیث کے بعد خالصتاً ادبی نکتہ نظر سے شعر و نثر ہر دو اپنی اپنی جگہ اہم ہیں ۔

اس ساری بحث سے یہ بات بہرحال سامنے آتی ہے کہ آمد اسلام اور غلبہ اسلام نے شاعری کی اہمیت اور حیثیت کو کافی متاثر کیا ۔ یہ سلسلہ صرف یہیں تک محدود نہ رہا بلکہ کتاب الله اور رسول الله (ؐ) دونوں نے شاعری کے بارے میں

۱۔ الجاحظ ۔ البیان و التبین الجزء الثانی (مصر المکتبة التجاریة الکبری ، ۱۳۴۵ھ) ص ۲۸ ، ۲۹ ۔

تنقیدی نکتہ نظر اختیار کیا اور اس سلسلے میں کھل کر اظہار خیال فرمایا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شاعری سے نبیؐ کی برأت کا یوں اعلان کیا :

''و ما علمنه الشعر و ما ینبغی له''۱

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعے اس بات کی تردید کی کہ قرآن کسی شاعر کا کلام ہے ۔ اور ساتھ ہی اس بات کا بھی اعلان کیا کہ شاعری ذات نبوی ؐ کے شایان شان نہیں گویا کہ یہ اعلان کر دیا کہ شاعری منصب نبوت و رسالت کی ذمہ داریوں سے مطابقت نہیں رکھتی کہ نبیؐ کو شاعری کی تعلیم دی جاتی ۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر قرآن نے عربوں کے اس خیال باطل کی تردید کی کہ قرآن شاعری ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور اس کے دلائل بھی مہیا کیے کہ شاعروں اور انبیاء میں زمین و آسمان کا فرق ہے نیز انبیاء اور شعراء کے پیروکاروں میں بھی وہی فرق نمایاں نظر آتا ہے ۔ قرآن پاک میں قول ربانی ہے :

''و الشعراء یتبعهم الغاوٗن الم ترأنهم فی کل و ادیهیمون و أنهم یقولون مالا یفعلون الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت و ذکروا الله کثیراً و انتصروا من بعد ما ظلموا و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون''۔۲

بنیادی طور پر قرآن کی یہی وہ آیت ہے جس سے شاعری کے اسلامی تصور پر کافی تفصیل سے روشنی پڑتی ہے ۔ علماء تفسیر نے اس آیت کی روشنی میں جو تفصیلی اور جامع تشریحات کی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شاعری کے بارے میں جو کچھ کتب حدیث میں مروی ہے نیز صحابہ کرامؓ اور دیگر جلیل القدر مسلم شخصیات کا شاعری کے بارے میں جو طرز عمل رہا اس کے نتیجے میں بڑی تفصیل کے ساتھ شاعری کے بارے میں اسلام کا نکتہ نظر جانا جا سکتا ہے اور اس افراط و تفریط سے بچا جا سکتا ہے ۔ جس کے نتیجے میں شاعری کو بلاضرورت محبوب یا بلاوجہ مذموم قرار دیا جاتا ہے ۔

''ابن کثیرؒ سورۃ الشعراء کی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
و قوله تعالی ۔ (و الشعراء یتبعهم الغاوون) قال علی بن أبی طلحة عن ابن عباس یعنی الکفار یتبعهم ضلال الانس و الجن ، و کذا قال مجاهد رحمه الله و عبدالرحمن بن زید بن أسلم و غیرها و قال عکرمة کان الشاعران یتها جیان فینتصر لهذا فئام من الناس و لهذا فئام من التاس فانزل الله تعالی (و الشعراء یتبعهم الغاوون)'' ۔۳

۱۔ یس ۔ الایة ۔ ۶۹ ۔

۲۔ الشعراء ۔ الایة ۲۲۴ تا ۲۲۷ ۔

۳۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، الجزء السادس (مصر : المنار ، ۱۳۴۷ھ) ص ۲۵۳

”و قوله تعالى (الم ترأنهم فى كل واد يهيمون) قال على بن أبى طلحة عن ابن عباس فى كل لغو يخوضون و قال الضحاک عن ابن عباس فى كل فن من الكلام و كذا قال مجاهد وغيره و قال الحسن البصرى قد والله رأينا أوديتهم التى يخوضون فيها مرة فى شتيمه فلان و مرة فى مديحة فلان و قال قتادة الشاعر يمدح قوماً بباطل و يذم قوماً بباطل ـ

و قوله تعالى (وانهم يقولون مالا يفعلون) قال العو فى عن ابن عباس كان رجلان على عهد رسول الله أحد هما من الانصار و الاخر من قوم آخرين و تهاجيا فكان مع كل واحد منهما غواة من قومه و هم السفهاء فقال الله تعالى (و الشعراء يتبعهم الغاوون الم تر انهم فى كل واد يهيمون وأنهم يقولون مالا يفعلون) ـ

و قال على بن ابى طلحة عن ابن عباس اكثر قولهم يكذبون فيه و هذا الذى قاله ابن عباس رضى الله عنه هو الواقع فى نفس الامر فان الشعراء يتبجحون باقوال او أفعال لم تصدر منهم ولا عنهم فيتكثرون بما ليس لهم، ولهذا اختلف العلماء رحمهم الله فيما اذا اعترف الشاعر فى شعره بما يوجب حداً هل يقام عليه بهذا الاعتراف أم لا لانهم يقولون مالا يفعلون“ ـ[١]

آگے چل کر ابن کثیرؒ مزید لکھتے ہیں :

”(و قوله ـ الا الذين آمنو و عملوا الصالحات) قال محمد بن اسحق عن يزيد بن عبدالله بن قسيط عن أبى الحسن سالم البراد بن عبدالله مولى تميم الدارى قال : لما نزلت (و الشعراء يتبعهم الغاوون) جاء حسان بن ثابت و عبدالله بن رواحة و كعب بن مالک الى رسول الله صلى الله عليه وسلم و هم يبكون قالوا قد علم الله حين أنزل هذه الاية أنا شعراء فتلا النبى صلى الله عليه وسلم (الا الذين امنوا وعملوا الصالحات)قال ”أنتم“ (و ذكروا الله كثيراً)قال ”أنتم“ (وانتصروا من بعد ما ظلموا) قال ”أنتم“ رواه ابن أبى حاتم و ابن جرير من رواية ابن اسحاق“ـ[٢]

بعد ازاں ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :

”و قوله تعالى (وانتصروا من بعد ما ظلموا) قال ابن عباس يردون على الكفار الذين كانو يهجون به المومنين و كذا قال مجاهد وقتادة و غير واحد و هذا كما ثبت فى الصحيح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحسان ”اهجهم ـ أو قال هاجهم و جبريل معک“ قال الامام احمد حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزهرى عن عبدالرحمن بن كعب بن مالک عن أبيه أنه قال للنبى صلى الله

١ـ ابن کثیر. تفسیر ابن کثیر. الجزء السادس (مصر: المنار، ١٣٤٧ھ) ص ٢٥٣-٢٥٤ـ

٢ـ ایضاً ـ ص ٢٥٥-٢٥٦ ـ

عليه وسلم ان الله عز و جل قد أنزل فى الشعراء ما أنزل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ''ان المومن يجاهد بسيفه و لسانه والذى نفسى بيده لكان ما تر مونهم به نضح النبل''۔[۱]

مشہور تفسیر معالم التنزیل کے مصنف علامہ بغوی رح ان آیات کی تفسیر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں :

''قوله عز و جل (و الشعراء يتبعهم الغاوون) قال أهل التفسير اراد شعراء الكفار الذين كانوا يهجون رسول الله صلى الله عليه وسلم و ذكر مقاتل أسماء هم فقال و منهم عبدالله بن الزبعرى السهمى و هبيرة بن أبى و هب المخزومى و مشافع بن عبد مناف و أبو عزة عمرو بن عبدالله الجمحى و أمية بن أبى الصلت الثقفى تكلموا بالكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم و بالباطل و قالوا نحن نقول مثل ما يقول محمد و قالوا الشعر و اجتمع اليهم غواة من قومهم يستمعون أشعارهم حين يهجون النبى صلى الله عليه وسلم و أصحابه و يروون عنهم و ذلك قوله (و الشعراء يتبعهم الغاوون)هم الرواة الذين يروون هجاء النبى صلى الله عليه وسلم و المسلمين و قال قتادة و مجاهد الغاوون هم الشياطين و قال الضحاك تها جى رجلان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد هما من الانصار و الاخر من قوم آخرين و مع كل واحد منهما غواة من قومه و هم السفهاء فنزلت هذه الاية و هى رواية عطية عن ابن عباس (الم ترأنهم فى كل و اد) من أودية الكلام (يهيمون) حائرون و عن طريق الحق جائرون و الهائم الذاهب على وجهه لا مقصد له ۔ قال ابن عباس رضى الله عنهما فى هذه الاية فى كل لغو يخوضون ، و قال مجاهد فى كل فن يفتنون و قال قتادة يمدحون بالباطل و يستمعون و يهجون بالباطل فالوادى مثل لفنون الكلام كما يقال أنا فى واد وأنت فى واد ۔ و قيل فى كل واد يهيمون أى على كل حرف من حروف الهجاء يصوغون القوافى (وأنهم يقولون مالا يفعلون) أى يكذبون فى شعرهم يقولون فعلنا و فعلنا و هم كذبة[۲]''۔

آگے چل کر بغوی مزید لکھتے ہیں :

''ثم استثنىٰ شعراء المسلمين الذين كانوا ۔ يجيبون شعراء الجاهلية و يهجون الكفار و ينافحون عن النبى صلى الله عليه وسلم و اصحابه ۔ منهم حسان بن ثابت و عبدالله بن رواحة و كعب بن مالك فقال (الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات) ۔[۳]''

۱- ابن كثير. تفسير ابن كثير. الجزء السادس (مصر : المنار ۱۳۴۷ھ) ص ۲۵۷،

۲- البغوى ۔ معالم التنزيل ۔ الجزء السادس (مصر:المنار ۱۳۴۷ھ) ص ۲۵۱ ، ۲۵۲-

۳- ایضاً ۔ ص ۲۵۲ ۔

انھی آیات کی تفسیر کے ضمن میں علامہ بغوی نے احادیث بھی بیان کی ہیں۔ جن میں سے ایک اہم حدیث حضرت انس کی روایت سے نقل کی ہے :

''عن انس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ فی عمرۃ القضاء و ابن رواحۃ یمشی بین یدیہ و یقول :

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ — الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضرباً یزیل الھام عن مقیلہ — و یذھل الخلیل عن خلیلہ

فقال لہ عمر یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فی حرم اللہ تقول الشعر؟ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''خل عنہ یا عمر فلھی اسرع فیھم من نضح النبل۔''[1]

پھر۔

''و ذکروا اللہ کثیراً'' کی تشریح میں لکھتے ہیں ''(و ذکرو اللہ کثیراً) أی لم یشغلھم الشعر عن ذکر اللہ۔''

''(وانتصروا من بعد ما ظلموا) قال مقاتل انتصروا من المشرکین لانھم بدأوا بالھجاء۔''[2]

جلال الدین السیوطیؒ اور جلال الدین المحلی اپنی مشترکہ تفسیر جلالین میں ان آیات کی مختصر مگر جامع تشریح یوں کرتے ہیں :

''(و الشعراء یتبعھم الغاوون) فی شعرھم فیقولون بہ و یروونہ عنھم فھم مذمومون۔ (ألم تر) تعلم (أنھم فی کل واد) من أودیۃ الکلام و فنونہ (یھیمون) یمضون فیجاوزون الحد مدحاً و ھجاء۔

(و أنھم یقولون) فعلنا مالا یفعلون (یکذبون) (الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت) من الشعراء۔

(و ذکروا اللہ کثیراً) لم یشغلھم الشعر عن الذکر

(و انتصروا) بھجوھم الکفار (من بعد ما ظلموا) بھجو الکفار فی جملۃ المومنین فلیسوا مذمومین قال اللہ تعالیٰ : ''لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم''، و قال تعالی ''فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم'' و سیعلم الذین ظلموا) من الشعراء و غیرھم (أی منقلب) مرجع (ینقلبون) یرجعون بعدالموت''۔[3]

مشہور مفسر صاحب کشاف ان آیات کی تشریح میں رقمطراز ہیں :

''(و الشعراء) مبتدأ و (یتبعھم الغاوون) خبرہ : و معناہ أنہ لا یتبعھم علی

۱۔ البغوی۔ معالم التنزیل۔ الجزء السادس (مصر المنار ۱۳۴۷ھ) ص ۲۵۳۔
۱۔ ایضاً۔ ص ۲۵۷۔
۳۔ السیوطی والمحلی۔ تفسیر الجلالین (دمشق : الملاح، ۱۳۸۳ھ) ص ۴۹۸۔ ۴۹۹

باطلهم و كذبهم و فضولهم و ما هم عليه من الهجاء و تمزيق الاعراض و القدح فى الانساب و النسب بالحرم و الغزل و الابتهار و مدح من لا يستحق المدح ولا يستحسن ذلک منهم ولا يطرب على قولهم الا الغاوون والسفهاء الشطار ۔ و قيل الغاوون الراوون و قيل الشياطين و قيل هم شعراء قريش : عبدالله بن زبعرى و هبيرة بن أبى وهب المخزومى و مسافع بن عبد مناف و أبو عزة الجمحى و من ثقيف امية بن أبى الصلت : قالوا نحن نقول مثل قول محمد ۔ و كانوا يهجونه ۔ و يجتمع اليهم الاعراب من قومهم يستمعون أشعارهم و أهاجيهم ۔‘‘[۱]

مزید لکھتے ہیں :

’’ذكر الوادى و الهيوم : فيه تمثيل لذهابهم فى كل شعب من القول و اعتسافهم و قلة مبالاتهم بالغلو فى المنطق و مجاوزة حد القصد فيه حتى يفضلوا أجبن الناس على عنترة و أشحهم على حاتم و أن يبهتوا البرى و يفسقوا التقى‘‘ [۲]۔

’’الا الذين آمنوا الخ — ينقلبون‘‘ ۔

’’استثنى الشعراء المومنين الصالحين الذين يكثرون ذكر الله و تلاوة القرآن و كان ذلک أغلب عليهم من الشعر و اذا قالوا شعراً قالوه فى توحيد الله و الثناء عليه و الحكمة و الموعظة والزهد و الاداب الحسنة و مدح رسول الله صلى الله عليه وسلم و الصحابة و صلحاء الامة و مالا باس به من المعانى التى لا يتلطخون فيها بذنب ولا يتلبسون بشائنة ولا منقصة و كان هجاؤهم على سبيل الانتصار ممن يهجوهم ۔‘‘[۳]

علامہ ناصر الدین بیضاوی رح جو علامہ زمخشری رح کے برعکس ’’اہل السنۃ والجماعۃ‘‘ کے ترجمان ہیں اپنی مشہور زمانہ تفسیر ’’انوار التنزیل و أسرار التاویل‘‘ میں ان آیات کی تفسیر یوں کرتے ہیں :

’’(و الشعراء يتبعهم الغاوون) و اتباع محمد ليسوا كذلک و هو استئناف أبطل كونه عليه الصلاة والسلام شاعراً و قرره بقوله (ألم تر أنهم فى كل واد يهيمون) لان اكثر مقدماتهم خيالات لا حقيقة لها و أغلب كلماتهم فى النسيب بالحرم و الغزل و الابتهار و تمزيق الاعراض و القدح فى الانساب و الوعد الكاذب و الافتخار الباطل و مدح من لايستحقه و الاطراء فيه و اليه اشار بقوله (وأنهم يقولون مالا يفعلون) و كانه لما كان اعجاز القرآن من جهة اللفظ و المعنى و قدحوا فى المعنى بأنه مما تنزلت به الشياطين و فى اللفظ بأنه من جنس كلام الشعراء تكلم فى القسمين و بين منافاة القرآن لهما ۔ و مضادة

۱۔ الزمخشری ۔ الكشاف ۔ الجزء الثالث (مصر : المكتبة التجارية الكبرى ۱۳۶۵ھ) ص ۳۴۳-۳۴۴ ۔

۲۔ ایضاً ۔ ص ۳۴۴ ۔ ۳۔ ایضاً ۔ ص ۳۴۴-۳۴۵

حال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لحال أربابها''۱
پھر اگلی آیت کی شرح میں لکھتے ہیں :

''(الا الذین امنوا و عملوا الصالحات و ذکروا اللہ کثیراً و انتصروا من بعد ما ظلموا)استثناء للشعراء المومنین الصالحین الذین یکثرون ذکراللہ و یکون أکثر أشعارهم فی التوحید و الثناء علی اللہ تعالی و الحث علی طاعته ولو قالوا هجواً أرادوا به الانتصار ممن هجاهم و مکافحة هجاة المسلمین کعبد اللہ بن رواحة و حسان بن ثابت والکعبین و کان علیه الصلاة والسلام یقول لحسان ''قل و روح القدس معک'' - و عن کعب بن مالک أنه علیه الصلاة والسلام قال له ''أهجهم فو الذی نفسی بیده لهو أشد علیهم من النبل''-۲

مذکورہ بالا اہم قدیم تفاسیر میں سورہ الشعراء کی متعلقہ آیات کے ضمن میں جو اقوال اور آراء مفسرین نے درج کی ہیں کم و بیش ایسی ہی تشریح دوسری اہم کتب تفسیر میں ہے دور جدید کی اہم تفاسیر میں بھی قدیم تفاسیر کے مباحث سے استفادہ اور ان سے بالعموم اتفاق کیا گیا ہے -۳

سورۃ الشعراء کی ان آیات کی تفسیر کے ضمن میں ان احادیث کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے جو شاعری کے بارے میں مستند کتب احادیث میں درج ہیں اور جن میں سے کئی ایک کو قدیم کتب تفسیر میں روایت کیا گیا ہے اس کے بعد شاعری کے اسلامی تصور کے بارے میں تفصیلی اور واضح رائے آسانی سے قائم کی جا سکتی ہے - قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ دفاع ذات نبوی؂ اور دیگر دینی ضروریات کے تحت شاعری جس سے اسلام کو تقویت ملے اور دشمنان اسلام کے حوصلے پست ہوں نہ صرف جائز ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود ہجو کفار کے توڑ کے لیے حضرت حسان بن ثابتؓ اور دیگر حضرات کو مامور کیا - اس سلسلے میں کتب احادیث میں کئی روایات درج ہیں - جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں جن سے شاعری کی اس صنف برائے دفاع دین کی اہمیت واضح ہوتی ہے :

۱- ''عن عائشه رضی اللہ عنها قالت استاذن حسان بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی هجاء المشرکین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فکیف

۱- البیضاوی - انوار التنزیل - الجزء الثانی (مصر : مصطفی البابی الحلبی ، ۱۳۸۸ھ) ص ۱۶۹ -
۲- ایضاً - ص ۱۶۹ -
۳- ملاحظہ ہوں (۱) ''روح المعانی'' از علامہ آلوسی بغدادی (۲) سید قطب کی ''فی ظلال القرآن'' اور (۳) پاک و ہند کے علماء کی تفاسیر -

بنسبی فقال حسان لاسلنک منهم کما تسل الشعرة من العجین''۔[۱]

۲۔ ''عن ابی سلمة بن عبدالرحمن بن عوف انہ سمع حسان بن ثابت الانصاری یستشهد ابا هریرة فیقول یا أباهریرة نشد تک بالله هل سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یا حسان اجب عن رسول الله اللهم أیده بروح القدس قال أبو هریرة نعم''۔[۲]

۳۔ ''عن البراء رضی الله عنه ان النبی صلی علیه وسلم قال لحسان اهجهم او قال هاجهم و جبریل معک''۔[۳]

۴۔ ''حدثنا أصبغ قال أخبرنی عبدالله بن وهب قال أخبرنی یونس عن ابن شهاب أن الهیثم بن أبی سنان أخبره أنه سمع أبا هریرة فی قصصه یذکر النبی صلی الله علیه وسلم یقول ان أخالکم لا یقول الرفث یعنی بذاک ابن رواحة قال :

فینا رسول الله یتلو کتابه   اذا انشق معروف من الفجر ساطع
أرانا الهدی بعد العمی فقلوبنا   به موقنات أن ما قال واقع
یبیت یجافی جنبه عن فراشه   اذا استثقلت بالکافرین المضاجع''[۴]

مشکوة المصابیح میں اس سلسلے میں درج ذیل روایات ہیں :

۱۔ ''عن عائشه قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یضع لحسان منبراً فی المسجد یقوم علیه قائماً یفاخر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أو ینافح و یقول رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله یؤید حسان بروح القدس ما نافح أو فاخر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم. رواه البخاری''[۵]۔

۲۔ ''عن کعب بن مالک انه قال للنبی صلی الله علیه وسلم ان الله تعالیٰ قد أنزل فی الشعر ما انزل فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان المومن یجاهد بسیفه و لسانه و الذی نفسی بیده لکانما ترمونهم به نضح النبل رواه فی شرح السنة''۔[۶]

دینی ضروریات کے تحت ہجو کفار اور دفاع اسلام و ذات نبوی ص کی خاطر شاعری کو روا رکھنے کے علاوہ بھی نبی ص نے شعر کے بارے میں حقیقت پسندانہ نکتہ نظر اختیار کیا اور خود کئی مواقع پر اچھی اور پاکیزہ شاعری میں دلچسپی

۱۔ البخاری ، الصحیح الجزء الثامن (مصر : بولاق ، ١٣١٥ھ) ص ٣٦
۲۔ ایضاً ، ص ٣٦ ۔
۳۔ ایضاً ، ص ٣٦ ۔
۴۔ ایضاً ص ٣٦
۵۔ ابن الخطیب، مشکوة المصابیح (بمبی: قاضی ابراهیم بن قاضی نور محمد ١٢٩٥ھ) ص ٤٠٢ ۔
۶۔ ایضاً ، ص ٤٠٢ ۔

کا اظہار فرمایا - شعر کے سلسلے میں آپ کے جو اقوال کتب احادیث میں ملتے ہیں ان سے شاعری کے بارے میں اسلام کا یہ نکتہ نظر بڑی وضاحت سے سامنے آ جاتا ہے کہ شاعری ایک صنف کلام ہے جس میں برا بھلا رطب و یابس سب کچھ ہے قابل اعتراض بعض مضامین شعر ہیں - شاعری بذات خود مذموم نہیں اس کی تائید درج ذیل اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے :

۱- ''ان من الشعر حکمة''-[۱]

۲- ''عن صخر بن عبداللہ بن بریدة عن أبیه عن جده قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ان من البیان سحراً و ان من العلم جهلاً و ان من الشعر حکماً و ان من القول عیالاً رواہ ابو داؤد''-[۲]

۳- ''عن عائشة قالت ذکر عند رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الشعر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم هوکلام فحسنه حسن و قبیحه قبیح رواہ الدار قطنی''-[۳]

۴- ''عن أبی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اصدق کلمة قالها الشاعر کلمة لبید الاکل شی ما خلا اللہ باطل (متفق علیه)''-[٤]

مذکورہ احادیث کے علاوہ دیگر احادیث کے مطالعے سے شاعری کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے متعلق مزید معلومات بھی ملتی ہیں -

۱- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ شاعر نہ تھے مگر آپ کی فصیح و بلیغ زبان سے کئی ایسے کلمات صادر ہوتے تھے جو اوزان شعر کے معیاروں پر بھی پورے اترتے - مثلاً صحیح بخاری[۵] کی روایت ہے :

''حدثنا ابو نعیم حدثنا سفین عن الاسود بن قیس سمعت جندباً یقول بینما النبی صلی اللہ علیه وسلم یمشی اذ اصابه حجر فعثر فدمیت اصبعه فقال :

هل أنت الا اصبع دمیت و فی سبیل اللہ مالقیت''

یہی روایت مشکوۃ المصابیح میں یوں درج ہے :

''و عن جندب ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان فی بعض المشاهد و قد دمیت اصبعه فقال :

هل أنت الا اصبع دمیت و فی سبیل اللہ ما لقیت

(متفق علیه)''[٦]

۱- البخاری - الصحیح - الجزء الثامن (مصر : بولاق ، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۴

۲- ابن الخطیب-مشکواۃ المصابیح (بمبئی:قاضی ابراهیم بن قاضی نور محمد، ۱۲۹۵ھ) ص ۴۰۲ -

۳- ایضاً ، ص ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴- ایضاً ، ص ۴۰۱ -

۵- البخاری ، الصحیح ، الجز الثامن ، (مصر : بولاق ، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۵

٦- ابن الخطیب-مشکواۃ المصابیح (بمبئی: قاضی ابراهیم بن قاضی نورمحمد، ۱۲۹۵ھ) ص ۴۰۱ -

اس سلسلے میں مشکوۃ المصابیح سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودتے اور مٹی ڈھوتے ہوئے ایسے کلمات ارشاد فرمائے جو اوزان شعر پر بھی پورے اترتے ہیں ۔

''و عن انس قال جعل المهاجرون و الانصار يحفرون الخندق و ينقلون التراب و هم يقولون :

نحن الذين بايعوا محمدا   على الجهاد ما بقينا أبدا

يقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم و هو يجيبهم :

اللهم لا عيش الا عيش الاخرة   فاغفر الانصار و المهاجرة''

(متفق علیہ)[۱]

نیز احادیث سے اس بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعر کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور اچھے اشعار کا پڑھنا اور سننا پسند فرماتے تھے اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں :

۱۔ ''و عن البراء قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينقل التراب يوم الخندق حتى اغبر بطنه يقول :

والله لو لا الله ما اهتدينا   ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزلن سكينة علينا   و ثبت الاقدام ان لاقينا
ان الاولى قد بغوا علينا   اذا ارادوا فتنة أبينا
يرفع بهاصوته أبينا أبينا   (متفق عليه)''[۲]

۲۔ ''عن سلمة بن الاكوع قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر فسرنا ليلاً فقال رجل من القوم لعامر بن الاكوع الا تسمعنا من هنيهاتك قال و كان عامر رجلاً شاعراً فنزل يحدو بالقوم يقول :

اللهم لو لا أنت ما اهتدينا   ولا تصدقنا ولا صلينا
فاغفر فداء لك ما اقتفينا   و ثبت الاقدام ان لاقينا
و القين سكينة علينا   انا اذا صيح بنا أتينا
و بالصياح عولوا علينا

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الاكوع فقال يرحمه الله''[۳]۔

۱۔ ابن الخطیب ۔ مشکواۃ المصابیح (بمبئی قاضی ابراہیم بن قاضی نورمحمد، ۱۲۹۵ھ) ص ۳۰۱

۲۔ ایضاً ص ۳۰۱

۳۔ البخاری ۔ الصحیح ۔ الجزء الثامن (مصر : بولاق ، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۵

(۳) عن عمرو بن الشرید عن ابیه قال ردفت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوماً فقال ھل معک من شعر أمیة بن أبی الصلت شئی قلت نعم قال ھیه فانشدته بیتاً فقال ھیه ثم أنشدته بیتاً فقال ھیه حتی أنشدته مائة بیت''۔[۱]

آخری حدیث سے نہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ ادبی ذوق اور شعر سے دلچسپی کا پتہ چلتا ہے بلکہ ایک غیر مسلم شاعر کے بیک وقت سو عمدہ اشعار باصرار سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ مثبت شاعری خواہ غیر مسلم کی ہو اسے بھی خوش آمدید کہنا اور اس سے استفادہ کرنا ممنوع نہیں ۔

ان احادیث کے علاوہ مستند کتب حدیث میں وہ مشہور حدیث بھی ہے جس میں شاعری کی شدید مذمت ہے اور اس سے تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کے سلسلے میں واضح رہنمائی ملتی ہے ۔ یہ حدیث صحیح بخاریؒ و مسلمؒ جیسی مستند کتب حدیث میں موجود ہے ۔

۱۔ ''عن ابن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لأن یمتلئ جوف احدکم قیحاً خیر له من أن یمتلئ شعرا''۔[۲]

۲۔ عن ابی ھریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لان یمتلی جوف رجل قیحاً یریه خیر من أن یمتلئ شعرا ۔[۳]

۳۔ ''عن أبی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لان یمتلی جوف الرجل قیحاً یربه خیر من ان یمتلئ شعرا''۔[٤]

۴۔ ''عن أبی سعید الخدری قال بینا نحن نسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بالعرج اذ عرض شاعر ینشد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خذوا الشیطان أو امسکوا الشیطان لان یمتلئ جوف رجل قیحاً خیر له من أن یمتلئ شعراً۔[۵]

اس آخری حدیث کی تشریح میں جس میں مذکورہ بالا، احادیث بھی سما جاتی ہیں ۔ مشہور محدث امام نوویؒ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بڑی تفصیل سے تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کرکے شاعری کے بارے میں اسلامی حدود کی نشاندہی کرتا ہے ۔ آپ لکھتے ہیں :

۱۔ مسلم ۔ الصحیح الجزء الخامس (مصر: المطبعة الکستلیة، ۱۲۸۳ھ) ص ۴۲-۴۳

۲۔ البخاری ۔ الصحیح ۔ الجزء الثامن (مصر : بولاق ، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۶-۳۷

۳۔ ایضاً ، ص ۳۷ ۔

۴۔ مسلم ۔ الصحیح ۔ الجزء الخامس (مصر : المطبعة الکستلیة ۱۲۸۳ھ) ص ۴۳

۵۔ ایضاً ، ص ۴۳ ۔

"قال أبو عبيد و العلماء كافة ـ الصواب أن المراد أن يكون الشعر غالباً عليه مستولياً عليه بحيث يشغله عن القرآن وغيره من العلوم الشرعية و ذكر الله تعالىٰ و هذا مذموم من أى شعر كان فاما اذا كان القرآن و الحديث و غير ها من العلوم الشرعية هو الغالب عليه فلا يضر حفظ اليسير من الشعر مع هذا لان جوفه ليس ممتلئاً شعراً والله اعلم ـ و استدل بعض العلماء بهذا الحديث على كراهة الشعر مطلقاً قليله و كثيره وان كان لافحش فيه و تعلق بقوله صلى الله عليه وسلم "خذوا الشيطان" و قال العلماء كافة هو مباح مالم يكن فيه فحش و نحوه قالوا و هو كلام حسنه حسن و قبيحه قبيح و هذا هو الصواب فقد سمع النبى صلى الله عليه وسلم الشعر و استنشده و امر به حسان فى هجاء المشركين وأنشده أصحابه بحضرته فى الاسفار و غيرها و أنشده الخلفاء و أئمة الصحابة و فضلاء السلف و لم ينكره أحد منهم على اطلاقه و انما انكروا المذموم منه و هو الفحش و نحوه و أما تسمية هذا الرجل الذى سمعه ينشد شيطانا فلعله كان كافراً أوكان الشعر هو الغالب عليه أو كان شعره هذا من المذموم و بالجملة فتسميته شيطانا انما هو قضية عين تتطرق اليها الاحتمالات المذكوره و غيرها ولا عموم لها فلا يحتج بها والله أعلم ـ"[1]

تفسیر و حدیث کے عظیم الشان سرمائے کے مطالعے سے شاعری کے بارے میں جو کچھ رہنمائی میسر آتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

۱ـ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے اور شاعری آپ کی عظیم الشان شخصیت کے شایان شان نہیں ـ

۲ـ شعراء اس بناء پر قابل مذمت ہیں کہ وہ :

(الف) جھوٹ سچ اور ہر قسم کے رطب و یابس پر مبنی کلام دلفریب کے ذریعے بدی اور گمراہی کی طرف لوگوں کو مائل کرتے اور گمراہ لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کا غلط کام کرتے ہیں ـ

(ب) وہ ہر وادی کلام میں جائز و ناجائز حسین و فحش کی پرواہ کیے بغیر طبع آزمائی کرتے ہیں اور اس سلسلے میں کسی قاعدہ و ضابطہ کے پابند نہیں ہوتے ـ

(ج) ان کے قول و فعل میں بالعموم تضاد ہوتا ہے اور ان تینوں باتوں سے بہت سا فساد اور بگاڑ پیدا ہوکر معاشرے کو انفرادی و اجتماعی سطح پر متاثر کرتا ہے ـ

۱ـ النووى ـ المنهاج فى شرح مسلم بن الحجاج ـ الجزء الخامس (مصر : المطبعة الكستلية) ۱۲۸۳ھ) ص ۲۳

۳۔ وہ شعراء اس مذمت سے مستثنٰی قرار پائے جو ایمان اور عمل صالح کے حامل اور اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے ہیں اور جنھوں نے دشمنوں کی جانب سے کی جانے والی زیادتیوں کے بعد اسلام ، نبی ؐ اسلام اور پیروان اسلام کی مدافعت میں جوابی حملہ کیا ۔ جس میں کوئی غلط بیانی نہیں ۔ بلکہ دشمنان دین کی کمزوریوں ور خامیوں سے فائدہ اٹھایا گیا ۔

۴۔ غیر مسلم شعراء کا کلام اگر صحیح خیالات پر مبنی اور دین سے متصادم نہ ہو تو اس سے استفادہ جائز ہے حتیٰ کہ اس کو خراج تحسین پیش کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں (جیسا کہ امیۃ بن ابی الصلت کے شعروں کا معاملہ ہوا) ۔

۵۔ شاعری ایک صنف کلام ہے جس میں حسن و حکمت اور قبح و جہالت پر دو پائے جاتے ہیں ۔ چنانچہ کلام شاعر میں (خواہ مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا) عمدہ و پرحکمت قابل محبت اور فحش و خرافات پر مبنی قابل مذمت ہے ۔ شعر کہنا ، شعر پڑھنا ، شعر سننا ، حفظ شعر اور روایت شعر بذات خود ممنوع نہیں ۔ کلام قبیح نہ ہو تو جائز ہے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شعر سنے ، سننے کی خواہش ظاہر کی اور شعروں پر اظہار رائے فرمایا اگر آپ نے شاعری نہیں کی تو اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں نمایاں ترین دلیل یہ ہے کہ شاعری آپ کے عظیم الشان منصب و مرتبہ کے شایان شان نہیں ۔

۶۔ غیر فحش اور جائز شاعری بھی اس وقت قابل مذمت ہے جب وہ کسی پر اتنی غالب آ جائے کہ متعلقہ فرد یا گروہ کو دین کے فرائض ، ذمہ داریوں یاد خدا اور کتاب خدا سے غافل کرنے کا باعث بنے یا اس کی راہ میں حائل ہو جائے یعنی دین اور دینی تقاضے مقدم ہیں اور کسی قسم کی شاعری بھی ان کی راہ میں حائل نہ ہونی چاہیے ۔

قرآن و سنت کی روشنی میں شاعری کے بارے میں اسلام کا جو نکتہ نظر سامنے آتا ہے اس سلسلے میں امام نووی ؒ کی رائے جو انہوں نے اشعار امیہ بن أبی الصلت کے بارے میں روایت کردہ حدیث کی شرح کے طور پر ظاہر فرمائی ہے اختصار اور جامعیت کی حامل ہے ۔ اور اسے بطور نتیجہ پیش کیا جا سکتا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں :

''و مقصود الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استحسن شعر امیة و استزاد من انشادہ لما فیہ من اقرار الوحدانیہ والبعث ففیہ جواز انشاد الشعر الذی لا فحش فیہ و سماعہ سواء شعر الجاهلیة و غیرھم و ان المذموم من الشعر الذی لا فحش فیہ انما ھو الاکثار منہ و کونہ غالباً علی الانسان فأما یسیرہ فلا بأس بانشادہ و سماعہ و حفظہ''۔[1]

۱۔ النووی ۔ المنهاج فی شرح مسلم بن الحجاج ۔ الجزء الخامس) مصر : المطبعة الکستلیة ، ۱۲۸۳ھ) ص ۴۳ ، ۴۴

مضمون کے خاتمے سے پہلے مختصراً یہ دیکھنا بھی مناسب ہوگا کہ صحابہ کرام رض اور دیگر صالحین امت کا شعر کے بارے میں طرز عمل کیا رہا تا کہ نہ صرف قرآن و سنت کے علمبردار اولین حضرات کا شاعری کے بارے میں رویہ سامنے آ سکے بلکہ اس نظریہ کی عملی تردید بھی ہو جائے کہ شاعری کوئی ایسی غیر صالح چیز ہے جس سے نیک لوگوں کو مکمل پرہیز کرنا چاہیے -

کعب بن زہیر کے قبول اسلام کا واقعہ ادب و تاریخ کی کتب میں معروف ہے کعب کی ہجویہ شاعری سے دعوت دین کو نقصان پہنچ رہا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون مباح قرار دے دیا کہ کعب بن زہیر جہاں بھی مل جائے اسے قتل کر دیا جائے پھر کعب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضری دے کر معافی چاہی اسلام قبول کیا اور اپنا مشہور قصیدہ پڑھا جس کا مطلع ہے :

''بانت سعاد فقلبی الیوم متبول
متیم اثر ها لم یفد مکبول''

اس قصیدہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت تھی - صاحب العقد الفرید نے ابتدائی اشعار قصیدہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :

''ثم خرج من هذا الی مدح النبی صلی الله علیه وسلم فکساه برداً اشتراه منه معاویة بعشرین الفاً''۔[1]

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رض کو نہ صرف معاف کیا بلکہ یہ نعتیہ قصیدہ سن کر بطور انعام اپنی چادر مبارک عطا فرمائی جسے امیر معاویہ رض نے بیس ہزار میں ان سے خرید لیا -

حضرت حسان رض بن ثابت کو ہجو کفار اور مدح مصطفیٰ ص کی بناء پر سید المرسلین ص کے ہاں جو عظیم الشان مقام و مرتبہ حاصل تھا اس کا اندازہ تفسیر و حدیث کے گزشتہ حوالوں سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے -

حضرت انس رض بن مالک خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم خود شاعر تھے - ان کا بیان ہے :

''قدم علینا رسول الله صلی الله علیه و ما فی الانصار بیت الا و هو یقول الشعر قیل له و أنت أبا حمزة قال و أنا ایضاً''[2]۔

مقداد بن اسد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

۱- ابن عبد ربه - العقد الفرید - ج ۳، (مصر : المطبعة الجمالیة ، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۹۱
۲- ایضاً - ص ۳۸۸

''ما کنت أعلم أحدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أعلم بشعر ولا فریضة من عائشہ رضی اللہ عنہا''۔[1]

شعر کی عظمت کے اعتراف میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کا واقعہ العقد الفرید نے نقل کیا ہے :

''و دخل ھرم بن سنان علی عمر بن الخطاب فقال لہ من أنت قال أنا ھرم بن سنان قال صاحب زھیر قال نعم قال أما انہ کان یقول فیکم فیحسن قال کذالک کنا نعطیہ فنجزل ، قال ذھب ما أعطیتموہ و بقی ما أعطاکم[2]''۔

حضرت عمرؓ کا ایک اور قول شعر کی عملی افادیت کو ظاہر کرتا ہے آپ نے فرمایا :

''أفضل صناعات العرب الابیات من الشعریقدمھا فی حاجاتہ لیستعطف بھا قلب الکریم و یستمیل بھا قلب اللئیم''۔[3]

تفسیر روح المعانی میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے یہ قول درج ہیں :

فعن عمر رضی اللہ تعالی عنہ أنہ کتب الی ابی موسی الاشعری :

''مر من قبلک بتعلم الشعر فانہ یدل علی معانی الاخلاق و صواب الرای و معرفة الانساب و عن علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ الشعر میزان القول''۔[4]

''العقد الفرید'' میں حضرت عمر اور پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اقوال شعر کے حق میں نقل کیے گئے ہیں :

''و قال عمر بن الخطاب ۔ الشعر جذل من کلام العرب یسکن بہ الغیظ و تطفأبہ النائرة و یبلغ بہ القوم فی نادیھم و یعطی بہ السائل ۔ فقال ابن عباس الشعر علم العرب و دیوانھا فتعلموہ و علیکم بشعر الحجاز''۔[5]

ابن عباسؓ ہی کا قول ہے :

''اذا قرأتم شیئاً من کتاب اللہ فلم تعرفوہ فاطلبوہ فی اشعار العرب فان الشعر دیوان العرب''۔[6]

ان اقوال صحابہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انصار مدینہ میں بھی اہل مکہ کی طرح شاعری کا گھر گھر چرچا تھا اور بعثت نبویؐ کے بعد صحابہ کرامؓ نے شاعری سے استفادہ کیا اس کی افادیت کا اعتراف کیا اور مختلف ضروریات کے تحت عربی شاعری

۱۔ ابن عبدربہ ۔ العقد الفرید ۔ ج ۳ (مصر : المطبعة الجمالیة ، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۸۲

۲۔ ایضاً ص ۳۹۴

۳۔ ایضاً ۔ ص ۳۸۲

۴۔ الالوسی ۔ روح المعانی، ج ۱۹ (مصر: ادارة الطباعة المنیریة، ۱۳۵۳ھ) ص ۱۵۰

۵۔ ابن عبدربہ ۔ العقد الفرید ج ۳ (مصر : المطبة الجمالیة) ۱۳۳۱ھ) ص ۳۸۶

۶۔ الالوسی ۔ روح المعانی ج ۱۹ (مصر:ادارة الطباعة المنیریة، ۱۳۵۳ھ) ص ۱۵۰

کے تعلم کی ہدایت کی جہاں تک صحابہؓ کے خود شعر کہنے کا تعلق ہے اس بارے میں کچھ باتیں العقد الفرید اور بعض تفسیر روح المعانی سے نقل کی جا رہی ہیں تاکہ جو براہ راست استفادہ کرنا چاہے وہ کم از کم وقت میں زیادہ معلومات حاصل کر سکے - کیونکہ یہ دونوں کتابیں معروف اور عام طور پر قابل حصول ہیں -

ابن عبد ربہ کا بیان ہے :

''کان شعراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسان ، و کعب بن مالک و عبداللہ بن رواحۃ - قال سعید بن المسیب : کان ابو بکر شاعراً و عمر شاعراً و علی اشعر الثلاثۃ''-[۱]

العقد الفرید ہی میں ابن عبد ربہ نے حضرت عائشہؓ کا یہ قول نقل کیا ہے :

''فکان ابوبکر إذ أخذتہ الحمی یقول

کل امریٔ مصبح فی أھلہ والموت ادنیٰ من شراک نعلہ''[۲]

صاحب روح المعانی نے حضرت ابوبکرؓ کے یہ اشعار درج کیے ہیں:

''امن طیف سلمی بالبطاح الدمائث أرقت و امر فی العشیرۃ حادث
تری من لوئی فرقہ لا یصدھا عن الکفر تذکیر ولا بعث باعث
رسول أتاھم صادق فتکذبوا علیہ و قالوا لست فینا بماکث
و لما دعوناھم الی الحق أدبروا و ھروا ھریر المجحرات اللواھث
فکم قد مثلنا فیھم بقرابۃ و ترک التقی شئی لھم غیر کارث
فان یرجعوا عن کفرھم و عقوقھم فما طیبات الحل مثل الخبائث
و ان یرکبوا طغیانھم و ضلالھم فلیس عذاب اللہ عنھم بلابث[۳]

حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے چند اشعار بحوالہ روح المعانی درج ذیل ہیں - علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں :

''و من شعر عمر رضی اللہ عنہ و کان من أنقد أھل زمانہ للشعر وأنفذھم فیہ معرفۃ

تو عدنی کعب ثلاثاً یعدھا ولا شک أن القول ما قالہ کعب
و ما بی خوف الموت انی لمیت ولکن خوف الذنب یتبعھا الذنب''[۴]

''و من شعر عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

غنی النفس یغنی النفس حتی یکفھا
و ان عضھا حتی یضربھا الفقر''-[۵]

۱- ابن عبدربہ - العقد القرید ج ۳ (مصر : المطبعۃ الجمالیۃ ، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۸۸
۲- ایضاً - ص ۳۸۷
۳- الالوسی - روح المعانی ج ۱۹ (مصر: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ ، ۱۳۵۳ھ) ص ۱۴۸
۴- ایضاً - ص ۱۴۸
۵- ایضاً - ص ۱۴۹

حضرت علیؓ کے بارے میں ابن عبد ربہ کا بیان ہے :

''قال سعید بن المسیب : ''کان ابوبکر شاعراً و عمر شاعراً و علی اشعر الثلاثه'' و من قول علی کرم اللہ وجهه بصفین .

لمن رایة سوداء یخفق ظلها   اذا قیل قدمها حصین تقدما
فیوردها فی الصف حتی یردها   حیاض المنایا تقطر السم والدما
جزی اللہ عنی والجزاء یکفه   ربیعة خیر اما أعف و اکرما''[۱]

حضرت علیؓ کے بارے میں العقد الفرید کا مزید بیان ہے :

''و کان اذا سار بارض الکوفة یرتجز و یقول
'' یا حبذا السیر بارض الکوفة
ارض سواء سهلة معروفة
تعرفها جمالنا المعروفة''[۲]

حضرت علی کرم اللہ وجهه سے کثیر تعداد میں اعلیٰ اشعار مروی ہیں ۔ جہاں تک حضرت فاطمةؓ الزہراء کا تعلق ہے ان سے بھی بعض اشعار مروی ہیں ۔ صاحب روح المعانی لکھتے ہیں :

''و من شعر فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالته یوم وفاة ابیها علیه الصلاة والسلام ۔

ماذا علی من شم تربة احمد   ان لایشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لوانها   صبت علی الایام صرن لیالیا ۔''[۳]

مزید لکھتے ہیں :

''و من شعر ابنه الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنهما و قد خرج علی اصحابه مختضباً
نسود اعلاها و تابی اصولها
فلیت الذی یسود منها هوالاصل ''۔[٤]

روح المعانی میں مزید لکھا ہے :

''و من شعر العباس رضی اللہ تعالیٰ عنه یوم حنین یفتخر بثبوته مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ۔
الاهل اتی عرسی مکری و موقفی   بوادی حنین والاسنة تشرع

۱۔ ابن عبدربه ۔ العقد الفرید ، ج ۳ مصر : المطبعة الجمالیة ، ۱۳۳۱ھ) ص ۲۸۸
۲۔ ایضاً ، ص ۲۹۰
۳۔ الآلوسی روح المعانی، ج ۱۹ (مصر : ادارة الطباعة المنیریة ، ۱۳۵۳ھ) ص ۱۲۹
۴۔ ایضاً ۔ ص ۱۲۹

و قولی اذا ما النفس جاشت لها قری | و هام تدهدی و السواعد تقطع
و کیف رددت الخیل و هی مغیرة | بزوراء تعطی بالیدین و تمنع
نصرنا رسول اللہ فی الحرب سبعة | و قد فر من قدفر عنه فأقشعوا[1]

علامة آلوسی اشعار عبداللہ بن عباس رض کے سلسلے میں لکھتے ہیں :

"و من شعر ابنه عبداللہ رضی اللہ تعالی عنھما -

اذا طارقات الهم ضاجعت الفتی | وأعمل فکر الـسیل واللیل عاکر
و باکرنی فی حاجة لم یجدلها | سوای ولا من نکبة الدهر ناصر
فرجت بمالی همه من مقامه | و زایله هم طروق مسامر
و کان له فضل علی بظنه | بی الخیرانی للذی ظن شاکر"[2]

نیز العقد الفرید میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رض کی بینائی جاتی رہی تو انھوں نے اشعار کہے - العقد الفرید کے الفاظ ہیں "و قال ابن عباس لما کف بصره -

ان یاخذ اللہ من عینی نور هما | ففی لسانی و قلبی منهما نور
قلبی ذکی و عقلی غیر ذی دخل | و فی فمی صارم کالسیف مشهور"[3]

مذکورہ بالا تمام اشعار سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیهم اجمعین نہ صرف شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بلکہ کئی جلیل القدر صحابہ خود شاعر تھے اور خود خلفائے راشدین ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ تعالی علیهم اجمعین شعر گو تھے - سیدہ فاطمة الزہراء رض، امام حسن رض، حضرت عباس رض اور حضرت عبداللہ رض بن عباس رض سمیت کئی ایک اصحاب رض رسول ص و اہل بیت رض، مہاجرین و انصار شعر کہتے تھے - لہذا شعر گوئی سے اجتناب تقوی کی لازمی دلیل نہیں - اور نہ ہی شعر گوئی کسی فرد کے غیر صالح ہونے کی نشاندہی کرتی ہے بلکہ اس سلسلے میں متوازن بات وہی ہے کہ "الشعر کلام فحسنه حسن و قبیحه قبیح"-

صحابہ کرام رض کے بعد بھی گزشتہ چودہ سو سال میں مفسرین، محدثین، فقہائے اسلام اور دیگر صلحائے امت شاعری کرتے رہے ہیں جو ایک الگ تفصیل طلب موضوع ہے تاہم اس رائے کی تائید میں العقد الفرید ہی کے حوالے سے چند سطریں انتہائی اختصار کے ساتھ نقل کی جا رہی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ بڑے جلیل القدر علماء بھی جولانگاہ شعر میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں - ابن عبد ربہ لکھتے ہیں :

١- الالوسی - روح المعانی ج ١٩ (مصر : ادارة الطباعة المنیریة ، ١٣٥٣ھ ص ١٤٩، ١٥٠

٢- ایضاً ، ص ١٥٠ -

٣- ابن عبدربه - العقد الفرید - ج ٣ (مصر : المطبعة الجمالیة ، ١٣٣١ھ) ص ٣٩٠

"(و من شعراء التابعين) عبيدالله بن عتبة بن مسعود و هو ابن أخي عبدالله بن مسعود صاحب رسول الله صلى‌الله عليه وسلم وهو أحد السبعة من فقهاء المدينة و له قال سعيد بن المسيب أنت الفقيه الشاعر".[1]

"(و من شعراء التابعين)عروة بن اذينة وكان من ثقات أصحاب حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم يروى عنه مالک و من شعراء (الفقهاء المبرزين) عبدالله بن المبارک صاحب الرقاق".[2]

گزشتہ چودہ صدیوں کے دوران میں عہد نبوی ص، دور صحابہ رض، عصرتابعین رح اور بعد کے ادوار میں شاعری کادروازہ ہمیشہ کھلا رہا کئی ایک جلیل القدر صحابہ رض و تابعین رح اور ان کے بعد کے اہل علم و تقوی خود بھی شاعر تھے اور شعر کے قدر دان بھی - ان میں مفسرین ، محدثین ، مورخین ہر قسم اور ہر دور کے اہل علم و فضل شامل ہیں - پس شاعری کی تائید میں ناقابل تردید اور وزنی دلائل ہیں - شرط یہ ہے کہ کلام فحش نہ ہو اور شاعری غالب نہ آ جائے کہ اسلام کا ماننے والا اس سے رتر دینی تقاضوں میں تساہل برتنے لگے -

اخر میں شاعری کے اسلامی تصور کے بارے میں اس مضمون کے تمام تر مباحث کو سمیٹتے ہوئے اس کا اختتام عصر حاضر کے مشہور محقق اور دانشور ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی وقیع رائے پر کیا جا رہا ہے جو شاعری کے اسلامی تصور کی بڑی خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ عکاسی کرتی ہے :

"As for poetry the Prophet declared, "There are verses and poems which are full of wisdom, and there are discourses of orators whfch produce a magical effect". The Qur'an has discouraged immoral poetry. Following this direction, the Prophet surrounded himself by the best poets of the opoch, and showed them the road to follow and limits to observe, thus distinguishing between the good and the bad use of this great natural talent. The poetical works of Muslims are found in all languages and relate to all times, it would be impossible to describe them here even in the briefest manner. An Arab, however, finds himself always "at home" in this poetry, as is found out by the synonimity of terms: Bait means both a tent and a verse of two himistiches, misra means not only the flap

---

۱- ابن عبدربه - العقد الفريد - ج ۳ (مصر : المطبعة الجمالية ، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۸۹

۲- ایضاً - ص ۳۹۰ -

of a tent but also a hemistich, sabab: is rope of the tent as well as the prosodical foot, watad means a tent peg as well as the syllables of the prosodiacal foot. These are but a few among great many peculiarities of the language."[1]

المراجع

١- القرآن الكريم -
٢- الالوسى - روح المعانى - مصر : ادارة الطباعة المنيرية ، ١٣٥٣ھ
٣- ابن كثير - تفسير ابن كثير - مصر : المنار ، ١٣٤٧ھ
٤- البغوى - معالم التنزيل - مصر : المنار ، ١٣٤٧ھ
٥- البيضاوى - انوار التنزيل و اسرار التاويل - مصر : مصطفى البابى الحلبى ، ١٣٨٨ھ
٦- الزمخشرى - الكشاف - مصر : المكتبة التجارية الكبرى ، ١٣٦٥ھ
٧- السيوطى والمحلى - تفسير الجلالين - دمشق : مكتبة الملاح ، ١٣٨٣ھ
٨- ابن الخطيب - مشكواة المصابيح بمبئى : قاضى ابراهيم بن قاضى نور محمد ، ١٢٩٥ھ
٩- البخارى - الصحيح - مصر : بولاق، ١٣١٥ھ
١٠- مسلم - الصحيح - مصر : المطبعة الكستلية ، ١٢٨٣ھ
١١- النووى- المنهاج فى شرح مسلم بن الحجاج - مصر : المطبعة الكستلية ، ١٢٨٣ھ
١٢- ابن عبدربه - العقد الفريد - مصر : المطبعة الجمالية ، ١٣٣١ھ
١٣- الجاحظ - البيان والتبيين - مصر : المكتبة التجارية الكبرى ، ١٣٤٥ھ
١٤- زيدان ، جرجى - تاريخ اداب اللغة العربية - بيروت : دارمكتبة الحياة ، ١٩٦٧ء
١٥- الزيات، احمد حسن-تاريخ الادب العربى- القاهرة: مكتبة الانجلو المصرية ١٩٥٥ء
١٦- السيوطى ، المزهر- مصر : المكتبة الازهرية، ١٣٢٥ھ

17. Hamidullah, Mohammad - Introduction to Islam Kuwait : I. I. F.S.O., 1977.
18. Hitti, Philip. K.-History of the Arabs. London: Macmillan, 1956.

1. Mohammad Hammadullah, Introduction to Islam (Kuwit:I.I.F.S.O. 1977) P. 200.

بیادِ رفتگان

(۱۹۳۹ء کی ایک یادگار تصویر میں سے)
حافظ محمود خاں شیرانی ، ڈاکٹر محمد اقبال ، ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین ، پروفیسر مولوی محمد شفیع

شیخ سر عبدالقادر

حافظ محمود خاں شیرانی

میں نے شمع علم کے پروانے کئی دیکھے مگر حافظ محمود شیرانی جیسا سوختہ جان کم دیکھا۔ میں نے انھیں سب سے پہلے انگلستان میں دیکھا جب میں بھی طالب علم تھا اور وہ بھی۔ پھر وہ مجھے لاہور میں میری واپسی سے کئی سال بعد ملے اور یہیں سالہا سال رہے۔ پھر اس زمانے کے قریب جب وہ پنجاب سے اپنے بزرگوں کے وطن یعنی ریاست ٹونک کو گئے اور پنجاب نے انھیں بادل ناخواستہ رخصت کیا۔ وہ یہاں سے اس طرح گئے جیسے یہ وطن تھا اور وہ پردیس۔

ولایت میں وہ کوئی سات سال رہے۔ پہلے دو تین سال تو انھیں انگریزی سیکھنے میں لگے۔ ہندوستان سے وہ منشی فاضل کا امتحان پاس کرکے گئے۔ اس سے پہلے وہ قرآن شریف حفظ کر چکے تھے۔ فارسی اور عربی منشی فاضل کی پڑھائی کرتے ہوئے حاصل کی تھی۔ میں جب ولایت سے چلا وہ ابھی انگریزی سیکھ رہے تھے۔ مطالعہ کا شوق بے حد تھا۔ لندن کے کتب خانوں میں جا کر کتب بینی میں مصروف رہتے۔ وہاں مشرقی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ برٹش میوزیم میں ہے اور دوسرا انڈیا آفس میں۔ دونوں میں فارسی عربی کی قلمی کتابیں بکثرت موجود ہیں۔ اور ان میں سے کئی ایسی نادر اب خود مشرق کتب خانوں میں ان میں سے بعض کا وجود نہیں۔ اس طرح ہمارے مالی سرمایہ کے ساتھ ہمارا بہت سا علمی سرمایہ بھی دوسرے ملکوں میں منتقل ہو چکا ہے۔ حافظ محمود شیرانی نے علمی دولت کو سمیٹنا شروع کیا۔ اور مالی سرمایہ سے یہ بے نیازی اختیار کی۔ ان کے اس ذوق کے باعث انھیں وہاں کے قیام کے آخری سالوں میں برطانیہ کے ایک کتب خانہ کی فہرست کتب کی تیاری کا کام مل گیا اور اس کا کچھ قلیل معاوضہ ملتا رہا۔ فہرست بنانا صرف اسی کو نہیں کہتے کہ کتابوں کے نام ترتیب سے لکھ دیے۔ بلکہ کتب خانوں کی اصطلاح میں فہرست بنانے والے سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ کتاب کے مضمون سے بھی کچھ آگہی رکھتا ہو۔ مصنف کے حالات سے بھی باخبر ہو۔ اور یہ بھی جانتا ہو کہ وہ کس زمانے کی تصنیف ہے۔ اور جو نسخہ اس کے سامنے ہے وہ کس زمانے کی نوشت ہے۔ اس کام سے حافظ محمود صاحب کی دلبستگی کتابوں کی ان تفاصیل کے ساتھ روز بروز بڑھتی گئی، اور وہ اس فن کے ماہروں میں شمار ہونے لگے۔